دوائر الدوران علی بدیع الزمان

رد المہند علی المفند

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ

دوائر الدوران

علیٰ

بدیع الزمان

(از جناب مولانا احمد یار خان صاحب نعیمی اشرفی مدرس مدرسہ انجمن خدام الصوفیہ گجرات (پنجاب)

محترم من ایڈیٹر صاحب الفقیہ! زاد کرمہم

السلام علیکم۔ ایک نامعلوم صاحب بنام بدیع الزمان خان حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب قبلہ مراد آبادی کی کتاب مستطاب التحقیقات لدفع التلبیسات کی جاہلانہ تنقید کر رہے ہیں۔ اس کا جواب لکھا گیا ہے۔ براہ کرم اس کو بالاقساط شائع فرمائیں۔ بہت ضروری ہے۔

(احمد یار خاں)

"تحفۂ شریعت" کانپور کے تین نمبر ۹، ۱۰، ۱۱ بابت ماہ ستمبر، اکتوبر، نومبر ۱۹۳۹ء میری نظر سے گذرے۔ اس میں کوئی صاحب بدیع الزمان خاں رسالۂ مبارکہ "التحقیقات لدفع التلبیسات مصنفہ حضرت صدر الافاضل فخر الاماثل حامی دین متین ماحی شرور مفسدین استاذی و مرشدی مولانا المولوی الحافظ الحاج الحکیم سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی دامت برکاتہم پر تنقید فرمانے کی محنت و مشقت فرما رہے ہیں۔ مجھے ان کی تنقید دیکھ کر بہت ہی حیرت دامنگیر ہوئی کہ جناب بدیع الزمان خان صاحب کو اپنی علم و ہوشمندی مصنف بننے کا کیوں ولولہ پیدا ہوا اور آپ نے بلا وجہ کیوں خامہ فرسائی کی تکلیف گوارا فرمائی۔ لیکن قرب قیامت ہے۔ ہر شخص ہر کام میں آزاد ہے۔ جہالت اور دین سے بیخبری کا دور دورہ ہے ہر جاہل سے جاہل شخص طلب شہرت کے لئے اکابر کے منہ لگنے کی جرأت کر رہا ہے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے خبر دی کہ اتخذ الناس رؤسًا جہالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا یعنی لوگ جہلاء کو سردار بنائیں گے۔ ان سے دینی مسائل دریافت کئے جائیں گے۔ وہ بغیر علم فتویٰ دینگے آپ بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی کرینگے متفق علیہ عن عبد اللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ۔

بدیع الزمان خانصاحب کو شہرت کی خواہش نے مصنف تو بنا دیا مگر انہوں نے جنبش قلم سے پہلے اس پر غور نہ فرمایا کہ آپ کی تحریر جب اہل علم کی نظر سے گذرے گی تو اُن کی نگاہ میں آپ کی کیا وقعت ہوگی۔ اور وہ اپنے خیال میں آپ کو کس صف میں جگہ دیں گے جی تو نہ چاہتا تھا کہ میں ان کی تنقید پر کچھ لکھوں اور ان کے منہ لگوں مگر اس خیال سے کہ عوام اہل سنت اُن کی اس عامیانہ گفتگو اور خیانتوں سے رنجیدہ ہونگے۔ اور خاں صاحب کو بھی یہ حسرت رہ جائیگی کہ کسی نے ان کو قابل التفات نہ سمجھا، میں نے یہ چند سطور حوالہ قلم کیں،۔

اصل واقعہ

واقعہ در اصل یہ ہے کہ دیوبندیوں نے خدائے قدوس جل جلالہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ارفع و اعلیٰ میں بہت گستاخیاں کیں۔ چھاپیں اور شائع کیں جس پر ہر زمانہ میں علماء نے ان کی تردید اور تکفیر و تفسیق کی۔ اس زمانہ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے بھی فتوے کفر دیا اور علماء حرمین طیبین زادہما اللہ شرفا و عظمۃ" نے اس کی تائید اور تصدیق فرمائی۔ دنیا نے ان کی لعن و طعن اور نفرین کی۔ دیوبندیوں نے اس پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ چال چل کر ایک کتاب لکھی جس کا دوسرا نام رکھا "التصدیقات لدفع التلبیسات" اس میں اپنے اصلی عقائد کفر بالکل ظاہر نہ کئے بلکہ عقائد کچھ اور تھے اور ظاہر کئے کچھ اور۔ یہ کتاب لیکر کئی ایک جماعت بلاد عرب علماء حرمین طیبین کی تصدیقات حاصل کرنے پہونچی۔ لیکن چونکہ وہاں کے علماء ان کے اصل عقائد سے واقف ہو چکے تھے۔ اس لئے ان کے اس دام تزویر میں نہ آتے۔ بلکہ ان کے اصل عقائد سے توبہ کرنے کا حکم فرمایا جب اس طرح بھی کام چلتا نظر نہ آیا۔ تو جعلی دستخط بنا کر دنیا کے سامنے پیش کئے گئے۔ اولاً تو اپنے اصل عقائد چھپانا ایک فریب تھا۔ پھر اس پر جعلی دستخط بنانا، یہ تلبیس غرضیکہ ہر طرح وہ کتاب مکر و فریب کا مجموعہ تھی اور نام رکھا دافع التلبیسات۔

جب وہابیوں کی طرف سے یہ پُر فریب طریقہ عوام کو دھوکا دینے کا اختیار کیا گیا تو حضرت صدر الافاضل ناصر دین ناشر سنن سید المرسلین کا سرفتن مفسدین استاذی و مرشدی و استاد العلماء مولٰنا الحافظ الحاج الحکیم سید محمد نعیم الدین صاحب دام ظلہم کے قلم حق رقم کو جنبش ہوئی۔ جنبش ہوئی تو پھر کیا تھا جبکہ اس قلم کا خاصہ ہے کہ اٹھا تو باطل کے پردے چاک کر ڈالے، ان تمام سازشوں کو طشت از بام کر دیا۔ تحقیقات کے دریا بہا دیئے۔ تمام مسلمانوں پر دیوبندیوں کی مکاریاں فریب کاریاں ایسا ظاہر فرما دیں کہ دیوبندیوں کی تمام کوششیں برباد ہو گئیں اور حقیقت حال ظاہر ہو گئی۔ وہابیہ کی تمام عیاریاں اور مکاریوں میں عرق ریزیاں سب خاک میں ملا دیں۔

اس کتاب کے بعد کسی وہابی کو ہمت جواب نہ ہوئی اور ہوتی بھی کیسے کہ اس کتاب نے جواب کی کوئی راہ باقی ہی نہ چھوڑی تھی۔ بجز توبہ کے اور کوئی ذریعہ نجات نظر نہ آتا تھا۔ اور اس کی توفیق نہ تھی۔ اس لئے تمام وہابیوں نے خاموشی اختیار کی۔ بہت سے لوگ جو وہوکے میں تھے۔ اس کتاب نے ان پر حق واضح کر دیا اور وہ وہابیت سے متنفر ہو گئے۔

دیوبندیوں اور ان کی ذریت کو تو جواب کی ہمت نہ ہوئی۔ مگر ان کے سپوت خاں صاحب کی رگ حمیت جوش میں آئی اور وہ دیوبندیوں کے وکیل خود

ہو کر ان تلبیسات کے حامی کی شکل میں نمودار ہوئے۔ مگر چونکہ تلبیس کی تائید تلبیس سے ہی ہو سکتی تھی۔ اس لئے خانصاحب نے نئی تلبیسات اختراع فرما کر اپنے بے پیچ زبان ہونے کا ثبوت دیا۔

خان صاحب کی پہلی عیاری

یہ ہے کہ وہ دینی احکام اور شرعی فتاویٰ کو علماء دین کا غصہ قرار دے کر مجرمین کی پردہ پوشی کرتے ہیں۔ اور دنیا کو یہ مغالطہ دینا چاہتے ہیں کہ علماء اہل سنت کو وہابیہ سے ذاتی عداوت ہے اور جو کچھ وہابیہ کی تفسیق و تکفیر کی گئی۔ اس کا منشا ذاتی دشمنی پر ہے۔ چنانچہ تمہید میں فرماتے ہیں کہ تمام دنیا جانتی ہے کہ مفتی فتوے دیتے وقت مثل جج کے ہوتا ہے اور جب کسی شخص کو کسی امر کا فیصلہ کرنے کے لئے مقرر کیا جاوے تو اس کو ذاتی دشمنی و عناد کو بالکل دل سے ہٹا کر فیصلہ کرنا چاہیئے۔

خانصاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ تنقید کرنے والے کی حیثیت وکیل کی سی ہوتی ہے وکیل کو کچہری میں قدم رکھنے بلکہ مقدمہ ہاتھ میں لینے سے پیشتر مؤکل کے دعوے اور اس کی بنا کو خوب سمجھ لینا چاہیئے۔ جن دیوبندیوں کے آپ وکیل خودساختہ ہو کر کلام کر رہے ہیں۔ یہ تو وہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ اہل سنت کو ان سے کوئی ذاتی عناد ہے۔ انہوں نے تمام دنیا کے مسلمانوں کو مشرک بنا ڈالا کہ جو کسی ولی اللہ کی قبر پہ جا کر اپنی حاجت چاہے۔ وہ مشرک جو اپنا نام عبدالنبی یا عبدالرسول رکھے وہ مشرک، جو شادی بیاہ میں سہرا باندھے وہ مشرک، جو میلاد شریف اور فاتحہ بزرگانِ دین کرے وہ مشرک۔ کیا آپ دیوبندیوں سے قبول کرا دیں گے کہ ان کے یہ شرکیہ فتاویٰ محض ذاتی عداوت کا نتیجہ ہیں۔ نیز کون اہل عقل تسلیم کر سکتا ہے کہ حضرت صدر الافاضل دامت برکاتہم کو دیوبندیوں سے ذاتی عناد ہے حضرت کا دیوبندیوں سے زمین یا جائداد کا جھگڑا نہیں۔ ملک گیری اور حکومت کا مناقشہ نہیں۔ روپیہ کا لین دین، شرکت کا علاقہ نہیں۔ حتیٰ کہ دیوبندی کو حضرت سے ہم وطنی بھی حاصل نہیں۔ بہت سے وہ دیوبندی ہیں جو کہ حضرت کے ہم زمانہ بھی نہیں۔ آخر پھر ذاتی جھگڑا ہے تو کیوں، بلا وجہ۔ پھر خواہ کسی وجہ سے یہ مخالفت ہو جو کچھ گرفتیں کی گئیں، وہ تھیں تو بالکل بجا اور جو جو ان کی بکاریاں دکھائی گئیں وہ تھیں تو سب درست اگر آپ کو ان کی حمایت کرنا تھی تو ان گرفتوں میں کوئی خامی نکالی ہوتی۔ ان کی کسی بات کو درست ثابت کیا ہوتا۔ یہ کیا جواب ہوا کہ کسی گرفت کو تو ہاتھ نہ لگایا۔ کہہ یہ دیا کہ دشمنی سے ایسی باتیں کہہ دی ہیں۔ ہاں آپ گرفت کرتے بھی کیا، گرفت کا تو کوئی موقعہ ہی نہ تھا۔

دیوبندیوں سے اختلاف کی وجہ

خاں صاحب یہ احکام شرعیہ ذاتی عداوت پر معاذ اللہ مبنی نہیں ہیں بلکہ جھگڑا یہ ہے کہ دیوبندیوں نے اللہ تعالےٰ و حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی۔ ان کی بارگاہ میں گالیاں بکیں، لکھیں، چھاپیں، خدا پر جھوٹ کی تہمت باندھی اس کو جاہل کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان ملعون کے علم سے کم بتایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو دیوانوں اور چارپایوں کے علم سے تشبیہ دی۔ حضورؐ کے نماز میں خیال آنے کو معاذ اللہ گدھے اور بیل اور زنا کے خیال سے بدتر ٹھیرایا۔ اس پر کون مسلمان تھا۔ جو نہ تڑپ جاتا۔ دنیائے اسلام میں آگ سی لگ گئی۔ علمائے اہلسنت کی طرف سے توبہ کا مطالبہ ہوا۔ دیوبندیوں کے یہ ملعون کلمات وحی نہ تھے، کلام الٰہی نہ تھے۔ بلکہ انسان کے منہ سے نکلے ہوئے کلمات کفریہ تھے اور ان کی وجہ سے مسلمانوں میں تفریق اور سخت اختلاف پیدا ہو رہا تھا۔ ان واقعات کے پیش نظر ان کا دینی اور سیاسی فرض تھا۔ کہ ان کلماتِ خبیثہ سے صدق دل سے توبہ کر لیتے۔ یہ سارا قصہ ہی ختم تھا۔ تمام جھگڑے ختم ہو جاتے اور مسلمانوں کا شیرازہ اس طرح نہ بکھرتا۔ جیسا کہ آج بکھرا ہوا ہے۔ لیکن دیوبندیوں کو اس پہ اس قدر اصرار ہوا کہ آخر توبہ نہ کی۔ لاکھ تاویلیں، جھوٹی ضدیں اور بحثیں کیں۔ مگر توبہ کرنے کی توفیق نہ ہوئی۔

جب یہ دیکھا گیا تو علمائے اہل سنت نے مسلمانوں کو حکم الٰہی پہنچایا۔ کہ ان گستاخوں سے میل جول نہ رکھو۔ ان سے دعا و سلام، ان کے ساتھ نشست و برخاست یکدم بند کر دو کہ خدائے قدوس فرماتا ہے۔ "لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا آباءھم او ابناءھم۔ یعنی اے ہمارے محبوب! آپ مسلمانوں کو ایسا نہ پائیں گے کہ وہ خدا اور خدا کے رسولؐ کے مخالفین سے دوستی رکھیں۔ اگرچہ وہ ان کے باپ یا اولاد ہی ہوں" نیز فرماتا ہے یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء۔ اے مسلمانوں ہمارے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔" حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تجالسوا اھل القدر ولا تفاتحوھم رواہ ابوداؤد عن عمر رضی اللہ عنہ از مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر۔ یعنی تقدیر کے منکرین کے ساتھ نشست و برخاست نہ کرو اور ان سے کلام و سلام کی ابتدا نہ کرو۔" نیز فرمایا ان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلا تشھدوھم اگر یہ لوگ بیمار پڑ جائیں تو ان کی عیادت کے لئے نہ جاؤ اور اگر مر جائیں تو جنازہ پہ نہ جاؤ۔" رواہ ابوداؤد عن ابن عمر مشکوٰۃ الایمان بالقدر۔ نیز بانی اسلام صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا فمن جاھدھم بیدہ فھو مومن ومن جاھدھم بلسانہ فھو مومن ومن جاھدھم بقلبہ فھو مومن ولیس وراء ذلک من الایمان حبۃ خردل۔ رواہ مسلم عن ابن مسعود مشکوٰۃ کتاب الاعتصام بالسنۃ۔ یعنی جس نے ان لوگوں سے ہاتھ سے جہاد کیا وہ مسلمان ہے جو زبان سے جہاد کرے وہ مسلمان اور جو دل سے جہاد کرے وہ مسلمان اس کے بعد رائی کے دانہ کے بقدر بھی ایمان نہیں۔"

دوائر الدوران
علیٰ
بدیع الزمان

(از جناب مولانا احمد یار خاں صاحب نعیمی اشرفی
مدرس مدرسہ انجمن خدام الصوفیہ۔ گجرات (پنجاب))

(۲)

خاں صاحب کا دوسرا فریب

خاں صاحب بدیع الزمان خاں نے کتاب مستطاب التحقیقات لدفع التلبیسات کی عبارت نقل کرنے اور اس سے نتیجہ نکالنے میں اس قدر بددیانتی سے کام لیا ہے کہ خدا کی پناہ۔ کتربیونت کر عبارت نقل کی۔ اور اس میں اپنی طرف سے بھی اضافہ فرمایا۔ اس لئے کہ ان کو یقین تھا کہ وہ اصل عبارت ایسی ایمان افروز اور باطل سوز ہے کہ اگر بعینہٖ پوری عبارت نقل کردی تو کوئی بھی ہمارے دہوکہ میں نہیں آسکتا۔ اس سے تو ایمان تازہ اور دل روشن ہوجائیں گے۔ ہر مسلمان آمنا صدقنا کی صدا بلند کرے گا۔ اور ہمارا تمام منصوبہ خاک میں مل جائے گا۔ دہوکہ دہی جوکہ ہمارا مطمح نظر ہے۔ اس کی قلعی کھل جائے گی۔

التحقیقات شریف کی اصل عبارت یہ تھی:۔

"رہی یہ بات کہ جو اعلیٰ حضرت کا ہم عقیدہ نہ ہو اس کو وہ کافر جانتے ہیں۔ یہ درست ہے اور ہر مسلمان کا یہی عقیدہ ہے کہ ایمانیات اور ضروریات دین میں جو اس کا ہم عقیدہ نہ ہو وہ کافر ہے۔ مثلاً جو شخص توحید میں ہمارا ہم عقیدہ نہ ہو وہ کافر ہے۔ جو توحید انے رسالت میں ہم اعتقاد نہ ہو وہ کافر۔ جو توحید و رسالت دونوں کو تسلیم کرے اور قرآن کا منکر ہو تو کافر۔ مسلمان وہی ہے جو تمام ضروریات دین میں ہمارا ہم عقیدہ ہو"

کہئیے! کیسی دل چمکانے والی اور ایمان روشن کرنے والی عبارت ہے۔ جناب یہ تو ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ جو مسلمان کا اسلام میں ہم عقیدہ نہ ہو وہ کافر ہے۔ جس دیوبندی گروہ کی آپ وکالت فرما رہے ہیں وہ بھی اس سے منکر نہیں ہوسکتا۔ وہ بھی قادیانی، رافضی، ہندو، پارسی، مجوسی کو کافر کہتا ہے کیوں صاحب! کبھی آپ نے دیوبندیوں سے پوچھا کہ قادیانی، تبرائی، رافضی، چکڑالوی توحید و رسالت کے قائل قیامت پر ان کا ایمان قرآن کے معتقد کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھیں۔ پھر ان کو کیوں کافر کہتے ہو کبھی آپ نے دیوبندیوں کا بھی ایسا ہی مذاق اڑایا ہوتا۔ ان پر بھی بازاری حملے کئے ہوتے۔ جیسے کہ اس تنقید میں اپنے پیشوائے دین نائب رسولؐ خدا صاحب التحقیقات مدظلہ پر کئے اور من عادیٰ ولیاً آذنتہٗ بالحرب کے مصداق بنے۔

اچھا میں آپ سے ہی پوچھتا ہوں۔ کہ خود آپ کے نزدیک ہندو کافر ہے یا نہیں؟ آتش پرست، یہودی، مجوسی، عیسائی وغیرہم کافر ہیں یا نہیں؟ اگر ان سب کو آپ مسلمان سمجھتے ہیں تو آپ کو یہ عقیدہ مبارک رہے اور اگر کافر ہیں تو کیوں صرف اس لئے کہ وہ آپکے ہم عقیدہ نہیں۔ اس قاعدے کا تو کوئی مذہب رکھنے والا بھی انکار نہیں کرسکتا۔ ہندو سے پوچھو یا عیسائی سے پوچھو کہ تیرے نزدیک مسلمان کیسے ہیں یا کہ نہیں لامحالہ وہ بھی کہے گا کہ ہاں بُرے ہیں۔ آخر کیوں؟ صرف اس لئے کہ مسلمان اس کے ہم عقیدہ نہیں۔

کہئے خاں صاحب کچھ ہوش آیا! یہ آپ کو کیا ہوگئے۔ اس علم و سمجھ پر صدر الافاضل پر تنقید کا حوصلہ! ماشاء اللہ؎

تو کار زمیں را نکو ساختی
کہ با آسماں نیز پرداختی

یہ تو ہے التحقیقات کی اصل عبارت۔ آپ کس طرح مسخ فرماتے ہیں:۔

"اب صورت مسئولہ میں جن خط کشیدہ میں ظاہر کیا گیا ہے۔ یہ ہے کہ مخالفین کا یہ کہنا کہ اعلیٰ حضرت کا جو شخص ہم خیال اور ہم عقائد نہ ہو اس کو وہ مسلمان نہیں جانتے"

فرمائیے! اگر آپ نے یہاں پوری عبارت نقل کیوں نہ کی۔ اور التحقیقات میں لفظ ہم خیال کہاں ہے؟ آپ نے اپنی طرف سے کیوں بڑھایا۔ یا صرف اس لئے کہ لوگوں کو دھوکہ دیا جائے۔

معقولی خانصاحب کا نامعقول اعتراض

یہ ہے کہ صدر الافاضل مدظلہٗ ایک ہی بات کا اقرار بھی کررہے ہیں اور انکار بھی۔ یعنی یہ مان لیا کہ اعلیٰ حضرت اپنے خلاف عقیدہ والوں کو کافر جانتے ہیں۔ اور پھر وہابیہ کو مقسم کیا کہ مخالفین کا خیال کذب محض اور افترائے خالص ہے۔ خاں صاحب! اگر آپ دولت علم و سمجھ سے محروم تھے تو غالباً خدا نے آپ کو آنکھیں تو بخشی ہی ہونگی۔ ان سے ہی دیکھ لیا ہوتا کہ التحقیقات میں وہابیہ کے کس الزام کو افترا فرمایا۔ اور کس کو تسلیم کیا۔ آئیے میں آپ کو دکھاؤں کہ التحقیقات کی عبارت کیا ہے۔ ملاحظہ کیجئے:

"الجواب۔ وہابیہ کا یہ اتہام کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے علماء اسلام کو کافر کہا کذب محض و افتراء خالص ہے۔ اعلیٰ حضرت نے ان مفسدین کو کافر فرمایا، جو ضروریات دین کے منکر ہوئے پھر فرمایا یہ بات کہ جو اعلیٰ حضرت کا ہم عقیدہ نہ ہو اس کو وہ کافر جانتے ہیں یہ درست ہے۔"

سائل نے اعلیٰ حضرت پر وہابیہ کے دو الزام بیان کئے تھے۔ ایک علماء اسلام کو کافر کہنا، دوسرے اپنے مخالف عقیدہ کو کافر جاننا۔ پہلے الزام کو

اخذ فرمالیا گیا اور دوسرے کی تصدیق فرما کر اس کو سمجھا دیا گیا۔ اتنی سی بات تھی جو آپ نہ سمجھ سکے آپ کو یہ جگہ تو جب ہونا چاہیے تھا۔ کہ ایک ہی بات کو اخذ فرمالیا گیا ہوتا اور اسی کی تصدیق۔ اس کے بعد جو آپ نے بازاری باتیں اور عامیانہ گالیاں لکھی ہیں۔ ان کا مجھے کوئی جواب نہیں دینا ہے۔ یہ آپ کی شرافت اور تہذیب ہے۔ جو آپ کی زبان سے ظاہر ہو رہی ہے ؎

مرغ شاید نور سگ عو عو کند
ہر کسے بر طینت خود می تند

خان صاحب کا تیسرا مکر

خان صاحب انجان بنکر فرماتے ہیں:

کیا جناب مولانا بتا سکتے ہیں کہ یہ تمام علماء کن کن ضروریات دین کے منکر ہو گئے۔ اور کیا ہر ایک عالم سے فرداً فرداً جناب نے اس کے عقائد دریافت کر لئے تھے؟

ساری زلیخا پڑھ چکے ابھی یہ ہی معلوم نہیں کہ زلیخا مرد تھی یا عورت۔ شوق تنقید میں مصنف بن گئے اور یہ خبر کہ اعلیٰ حضرت نے کن کن کو کافر کہا ہے اور کیوں کہا ہے ؎

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

سنئے! انہی گستاخوں کو کافر کہا گیا ہے۔ جنہوں نے شان اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخیاں کیں اچھا ہیں، شائع کیں اور ان کی کتب میں موجود ہیں۔ جیسے کہ رشید احمد گنگوہی مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ یا جنہوں نے ضروریات دین کا انکار کیا جیسے غلام احمد قادیانی مولوی قاسم نانوتوی کہ انہوں نے ختم نبوت کا انکار کیا۔ اور جیسے کہ سید احمد علی گڑھی کہ اس نے بہت سی ضروریات دین جنت، دوزخ، ملائکہ، قیامت وغیرہ کا انکار کیا۔ توہین کرنے والوں نیز ان کے معتقدین سے بار بار مجدد طریقہ سے مطالبہ کیا گیا کہ اگر تمہارے پاس ان کفریہ عبارتوں کی صحیح توجیہ ہو تو بیان کرو۔ مگر سارے کا سارا کنبہ عاجز رہا۔ اور آج بھی یہ مطالبہ ہے۔ اگر آپ میں کچھ دم خم ہوں تو آپ ہی کوئی بات بنائیے۔ مگر یاد رکھئے۔ کہ نبی سے نبنے یا ان سے ہی کوئی صحیح توجیہ کرا دیجئے اور اگر یہ نہ ہو سکے اور یقیناً نہ ہو سکیگا تو توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ توبہ کر لیجئے اور ان کی حمایت سے باز آئیے۔ چلئے آج ہی سارا قصہ ختم ہے۔ مسلمانوں میں سے ایک بڑی حد تک فرقہ بندی ختم ہوئی جاتی ہے۔ اور آپ ہی اس خود ساختہ وکالت اور بیجا حمایتوں کے جھگڑے قصوں سے ایکدم علیحدہ ہوئے جاتے ہیں۔ (باقی آئندہ)

محبت پیر

(از جناب ملک عبد العزیز صاحب نقشبندی سیالکوٹی)

(بسلسلہ اشاعت ۲۸ مئی ۴۰ء)

خدا تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ قد جاءکم من اللہ نورٌ وکتٰب مبین "تحقیق آیا تمہاری طرف اللہ کی طرف سے نور اور کتاب مبین"

پیران عظام فرماتے ہیں کہ اس نور کو نور سے ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ یعنے نور پیر سے نور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل کر سکتے ہیں اور نور پیر بجز محبت پیر کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ پس مدار کار محبت پر ٹھیرا۔

حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الصلوٰۃ معراج المومنین۔ یعنی نماز مومن کا معراج ہے۔ اور نماز حضور قلب پر منحصر ہے۔ اور حضور قلب سوائے عشق کے نصیب نہیں ہو سکتا۔ جو محبت پیر پر منحصر ہے۔ پس نماز کامل محبت پیر پر ہی انحصار رکھتی ہے۔ جتنی محبت کامل ہوگی اُتنی ہی نماز کامل۔ امراض باطن جو طالب کے ہلاکات ہیں سے ایسا سوائے محبت پیر کے دور نہیں ہو سکتے۔

اللہ تعالیٰ کی یاد کی نعمت جس کی تاکید جابجا قرآن مجید میں آئی ہے۔ سوائے محبت پیر کے نصیب نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یوم لا ینفع مالٌ ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم۔ قلب سلیم یا عشق الٰہی سے زخم خوردہ دل جس کے حصول کی کلام ربانی تاکید فرماتا ہے یہ بھی محبت پیر کے سوا میسر نہیں ہو سکتا ؎

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ اند
من نگنجم ہیچ جا بالا و پست
من نگنجم بر عرش نے فرش نیز
ایں سخن را بالیقیں داں اے عزیز
در دل مومن بگنجم چہ عجب
گر مرا یابی دراں دل ہا طلب

دوسری جگہ ارشاد باری ہے لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی۔ یعنی میری سمائی نہ تو بالا و پست جگہ ہے اور نہ عرش و فرش میں ہے۔ ہاں اگر سمائی ہو سکتی ہے تو مومن کے دل میں۔ اگر طالب تجھکو میری تلاش ہے تو صاحب دلوں کے دلوں میں تلاش کر۔ وہ صاحب دل صرف پیر کی ذات ہے۔ جس سے محبت کرنے سے خدا مل جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت امیر ملت قبلہ عالم محدث علی پوری مدظلہ کے صادق و مخلص محب عالی جناب شیخ الطریقت حضرت حافظ انور علی صاحب رہتکی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی عمدہ فیصلہ اپنے ایک شعر میں کر دیا ہے۔ ارشاد ہے ؎

پہلے عشق پیر ہے، بعدہٗ عشق رسولؐ
بعدہٗ عشق حق اس قاعدہ کو تو قبول

یعنی جب تک عشق پیر کا حاصل نہ کیا جائے۔ نہ تو عشق رسول حاصل ہو سکتا۔ اور نہ عشق خدا۔ آگے ارشاد فرماتے ہیں ؎

بلکہ اول واجب آمد ہر مرید
تا بسازد نام پیر خود کلید

بلکہ سب سے اول مرید پر واجب ہے کہ اپنے پیر کے نام کو کلید اور کنجی اپنی بنائے ؎

دوائر الدوران

علیٰ

بدیع الزمان

(از جناب مولانا احمد یار خاں صاحب نعیمی اشرفی۔ مدرس مدرسہ انجمن خدام الصوفیہ۔ گجرات (پنجاب))

(۳)

خاں صاحب کا چوتھا فریب

خان صاحب کہتے ہیں کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مؤمنا۔ بخاری کی حدیث ہے ایما رجل قال لاخیہ یا کافر فقد باء بہ احدھما پھر کہتے ہیں کہ رد المحتار میں علامہ شامی نے اور درمختار میں عبدالوہاب نجدی کی تکفیر نہیں کی کچھ عربی پڑھی ہے یا اپنا وقت ضائع کیا ہے کیا آیت کریمہ کے یہ معنی ہیں کہ جو شخص شان رسالت میں گستاخیاں کرے، دن رات کفریات بکے۔ اس کو تم کافر نہ کہو آیت تو یہ فرما رہی ہے کہ جو شخص تم کو سلام کرے اور تمہارے پاس اس کے کفر کی کوئی دلیل نہ ہو تو اے مسلمانو تم اس کے سلام کو خواہ مخواہ خوشامد پر محمول نہ کرو۔ بلکہ جو شخص اسلام لانے کے لئے حاضر ہو، تو اس کے اس ارادہ کو نیک نیتی پر محمول کرو۔ کیا حدیث کے یہ معنی ہیں۔ جو شخص کافر مرتد وملحد کو کافر کہے وہ کافر ہوا ہرگز نہیں بلکہ معنی یہ ہیں کہ جو شخص اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہے۔ تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہوا۔ علامہ شامی نے عبدالوہاب نجدی کی عقائد کفریہ بیان کرکے تکفیر سے خاموشی اختیار نہیں فرمائی بلکہ اس کی نسبت یہ کہا ہے کہ وہ ظالم غارت گر اسلام میں فتنہ پھیلانے والا تھا۔ مسلمانوں کو کافر سمجھ کر ان سے جنگ کرتا تھا اور ظاہر ہے کہ یہ امور فسق ہیں کفر نہیں۔ کیا یہی حکم شان رسالت میں گستاخی کرنے والوں اور ضروریات دین کے منکرین کا ہے۔ یہ موقعہ ان بل بے جوڑ دلائل آپ نے کیوں قائم کئے۔ آیئے گستاخوں اور بے ادبوں کے احکام آپ کو ہم قرآن وحدیث اور اقوال فقہاء میں دکھادیں مگر ایمان کی عینک لگا کر دین کی روشنی میں مطالعہ کرنا رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون۔ یعنی اے ایمان والو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اپنی آوازیں بلند نہ کرو اور ان کے حضور میں اس طرح شور نہ کرو جس طرح کہ ایک دوسرے کو پکارتے ہو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال ضبط ہو جائیں۔ اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ کچھ سمجھے؛ بدکلامی اور گستاخی تو بلائے عظیم ہے۔ صرف بارگاہ عالی میں آواز بلند کرنے پر اعمال کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے اور ظاہر ہے کہ اعمال کفر سے برباد ہوتے ہیں۔ فرماتا ہے۔

ابوداؤد میں بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القدریۃ مجوس ھذہ الامۃ ان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلا تشھدوھم۔ مرقاۃ میں ہے ای امۃ الاجابۃ یعنی تقدیر کے منکر اس امت مسلمہ کے مجوسی ہیں۔ اگر یہ بیمار پڑ جائیں۔ اگر یہ بیمار پڑ جائیں تو ان کی مزاج پرسی نہ کرو۔ اگر مر جائیں تو ان کے جنازے پر نہ جاؤ۔ ضروریات دین میں سے صرف ایک مسئلہ تقدیر کے انکار پر مجوسی فرمایا گیا۔ ترمذی میں بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہے صنفان من امتی لیس لھما فی الاسلام نصیب المرجئۃ والقدریۃ یعنی میری امت میں دو گروہ ایسے ہیں کہ اسلام میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔ ایک تو مرجیہ اور دوسرا قدریہ۔ عالم ماکان ومایکون صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ سے متعلق خبر دی کہ وہ نمازیں پڑھیں گے روزے رکھیں گے۔ عابد وزاہد ہوں گے۔ مگر باایں ہمہ یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسا کہ تیر شکار سے۔

اقوال فقہاء تو بے شمار ہیں۔ فقہ کی عام کتب میں ہے کہ اگر کوئی شخص حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین پاک کی بھی توہین کرے کافر ہے۔ حضور کے کسی مبارک طریقہ کو نظر حقارت سے دیکھے مرتد ہے۔ چنانچہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں یہ ذکر ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کدو پسند فرماتے تھے۔ مجمع میں سے ایک شخص نے کہا کہ مجھے پسند نہیں۔ حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ نے اس کے ارتداد کا حکم فرمایا۔ چنانچہ شرح فقہ اکبر میں ہے۔ وقد کفر الحنفیۃ من واظب علی ترک السنۃ استخفافا بھا کمن استقبح من آخر جعل العمامۃ تحت حلقہ واحفاء شاربہ قلت ولذا اری ان ابا یوسف ذکر انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان یحب الدباء فقال رجل انا ما احبھا فحکم بارتدادہ۔ اس شخص کے اس کلام میں مقابلہ کا ایک شائبہ تھا۔ اس بنا پر ارتداد کا حکم دیا گیا۔ بتایئے! قرآن وحدیث اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم کو آپ زیادہ سمجھتے ہیں یا کہ یہ ائمہ دین۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ اہل قبلہ وہی ہے جو تمام ضروریات دین کا معتقد ہو۔ اگر ایک ایمانی چیز کا بھی منکر ہوگیا۔ تو خواہ وہ عمر بھر قبلہ کو منہ کر کے نماز پڑھے۔ عابد زاہد ہو، کافر ہے۔ دیکھئے شرح فقہ اکبر میں ہے۔ ثم اعلم ان المراد باھل القبلۃ الذین اتفقوا علی ما ھو من ضروریات الدین فمن واظب طول عمرہ علی الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم لا یکون من اھل القبلۃ اسی قسم کا مضمون رد المحتار وغیرہ میں ہے مگر آپ جیسی سمجھ رکھنے والوں کے نزدیک جو بھی کعبہ کو منہ کرکے نماز پڑھے وہ مسلمان ہے۔ خان صاحب کچھ علم سیکھو، بعد میں تنقیدیں کرو۔

(باقی آئندہ)

نے مسیح کو آپ اپنی مرضی سے ابن اللہ مان لیا جس نے آگ اور پانی اور ہوا تک کو پوج ڈالا۔ وہ ایسے زبردست باکمال کو خدا مان لینے سے کبھی انکار نہ کرتی۔ مگر دیکھو وہ خود کیا کہ رہا ہے وہ اپنے کمالات میں سے ایک کا کریڈٹ بھی خود نہیں لیتا۔ کہتا ہے کہ میں انسان ہوں، تمہیں جیسا انسان، میرے پاس کچھ بھی اپنا نہیں۔ سب خدا کا ہے۔ اور خدا ہی کی طرف سے ہے۔ یہ کلام جس کی نظیر لانے سے تمام نوع انسانی عاجز ہے میرا کلام نہیں ہے۔ میرے دماغ کی قابلیت کا نتیجہ نہیں ہے لفظ بلفظ خدا کی طرف سے میرے پاس آیا ہے۔ اور اس کی ساری تعریف خدا ہی کے لئے ہے۔ یہ کارنامے جو میں نے دکھائے۔ یہ قوانین جو میں نے وضع کئے، یہ اصول جو میں نے تمہیں سکھائے۔ ان میں سے کوئی چیز بھی میں نے خود نہیں گھڑی ہے۔ میں کچھ بھی اپنی ذاتی قابلیت سے پیش کرنے پر قادر نہیں ہوں۔ ہر ہر چیز میں خدا کی رہنمائی کا محتاج ہوں اُدھر سے جو کچھ اشارہ ہوتا ہے۔ وُہی کرتا ہوں اور وُہی کہتا ہوں۔

دیکھو یہ کیسی حیرت انگیز صداقت ہے۔ کیسی امانت اور راست بازی ہے۔ جھوٹا انسان تو بڑا بننے کے لئے دوسروں کے ایسے کمالات کا کریڈٹ بھی لے لینے میں تامل نہیں کرتا جن کے اصل ماخذ کا پتہ بآسانی چل جاتا ہے۔ لیکن یہ شخص اُن کمالات کو بھی اپنی طرف منسوب نہیں کرتا جن کو وہ اپنے کمالات کہتا تو کوئی اس کو جھٹلا نہ سکتا تھا۔ کیونکہ کسی کے پاس ان کے اصل ماخذ تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ ہی نہیں۔ سچائی کی اس سے زیادہ کھلی ہوئی دلیل اَور کیا ہو سکتی ہے؟ اس شخص سے زیادہ سچا اَور کون ہوگا جس کو ایک نہایت مخفی ذریعہ سے ایسے بے نظیر کمالات حاصل ہوں۔ اور وہ بلا تکلف اپنے اصل ماخذ کا حوالہ دیدے؟ بتاؤ کیا وجہ ہے کہ ہم اس کی تصدیق نہ کریں؟

دوائر الدّوران

علیٰ

بدیع الزمان

(از جناب مولانا احمد یار خاں صاحب نعیمی اشرفی مدرس مدرسہ انجمن خدام الصوفیہ گجرات (پنجاب)

(۴)

خانصاحب فتحپوری کا پانچواں جال

خان صاحب مسلمانوں کو ایک نیا فریب دیتے ہیں۔ لکھتے ہیں :-

"کافر کی اقتدا کرنے سے یقینی کافر ہو جاتا ہے لہذا سب حاجی جنہوں نے حکومت مسعودی کے عہد میں حج کیا ہے۔ کافر ہو گئے اور ان کے متوسلین جہاں بھی ہوں، وہ بھی کافر"

اور لکھتے ہیں :-

"اعلیٰ حضرت کا فتوے کہ سب وہابی کافر"

خاں صاحب! کافر کی اقتدا کرنے سے کافر ہو جاتا ہے۔ یہ قاعدہ آپ نے کہاں سے گھڑا اور اعلیٰ حضرت نے یہ کہاں فرمایا ہے کہ وہابی سب کافر۔ خاں صاحب! مسلمانوں کو کیوں فریب دیتے ہو اور اپنی عاقبت کیوں خراب کرتے ہو۔ اور اگر سچے ہو تو یہ دونوں باتیں اعلیٰحضرت کی کسی تصنیف میں دکھا دو۔ سنو! اور شرم و حیا ہو تو گریبان میں منہ ڈال لو۔ اعلیٰ حضرت اور تمام علماء اہل سنت و علماء حرمین طیبین نے ان ہی وہابیہ کی تکفیر فرمائی جنہوں نے شان سرکارِ ابد قرار صلے اللہ علیہ وسلم میں گالیاں بکیں۔ یا جو ان گستاخ مرتدین کے ان کفریات سے واقف ہو کر ان کا حمایتی بنا۔ یہ حکم اعلیٰ حضرت کا ایجاد کیا ہوا نہیں ہے۔ فقہاء فرماتے ہیں :-

"من شك فی عذابه وكفره كفر"

(در مختار) جو لوگ صرف اس قدر وہابی ہیں کہ فاتحہ و میلاد شریف وغیرہ کے منکر یا ان گستاخوں کی گستاخیوں سے ناواقف ہو کر ان کے جبہ و دستار دیکھ کر عالم دین سمجھنے لگے۔ اور ان کی تعظیم و توقیر کی، وہ ہرگز کافر نہیں۔ رہے اس زمانہ کے حجاج، اولاً تو آجکل جو نجدی امام ہیں۔ ان کو بلا دلیل کافر کیسے کہا جا سکتا ہے۔ اور اگر ثبوت ہو جائے تو ان کی اقتدا کرنے والا کافر نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ اس کے کفر سے واقف ہو کر اس کو مسلمان نہ جانے۔ ہاں آپ یہ جرأت کر سکتے ہیں کہ ہر شخص کو بلا ثبوت کافر کہیں کہ آپ کے موکلین نے تمام دنیا کے مسلمانوں کو مشرک کہا ہے

دن رات بناتے ہیں مسلمانوں کو مشرک
یہ دیو کے بندے بھی تو بیکار نہیں ہیں

خانصاحب کا چھٹا مکر

خاں صاحب لکھتے ہیں۔ یہ اصحاب حرمین شریفین میں صلوٰۃ جماعت سے محروم کر دیں گے۔ خاں صاحب! کبھی احادیث کا مطالعہ کیا ہے؟ سنئے مسلم میں بروایت ابی ذر رضی اللہ عنہ ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف انت اذا کان انت علیك امراء یمیتون الصلوٰۃ او یؤخرونها عن وقتها قلت فما تامرنی قال الصلوٰۃ لوقتها فان ادرکتها معهم فصل فانها لك نافلۃ (مشکوٰۃ تعجیل الصلوٰۃ) یعنی اے ابو ذر اس وقت تمہارا کیا دستور ہوگا۔ جب کہ تمہارے سلاطین نمازوں کو یا تو ضائع (قضا) کر دیا کریں گے یا اوقات مستحبہ سے ہٹا کر پڑھیں گے؟ میں نے عرض کیا کہ یا حبیب اللہ مجھے سرکار کیا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا کہ تم اپنی نماز وقت پر پڑھ لیا کرنا۔ پھر اگر ان کے ساتھ جماعت پاؤ پڑھ لینا کہ یہ نفل ہو جائے گی۔

کہئے کچھ سمجھے! سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرض نمازوں کے علیحدہ پڑھنے کا حکم فرمایا اور صرف اوقات مستحبہ میں نماز نہ ہونے کی وجہ سے حرمین کی جماعت کا حکم ساقط فرما دیا۔ تو اب کیسے حکم ہوگا۔ جبکہ امام بدمذہب ہو۔ بحمد اللہ حرمین طیبین میں آج بھی اہل سنت ہر نماز جماعت سے ہی

پڑھتے ہیں۔ اس کی کیا ضرورت ہے کہ وہابی امام کی اقتدا کی جاوے۔ اپنی جماعت علیحدہ ہی کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

اور آپ سے اور آپ کے تمام دیوبندی گنبے سے پوچھتا ہوں کہ اگر معاذ اللہ حرمین طیبین میں کوئی قادیانی یا رافضی امام مقرر ہو جائے تو آپ لوگ اس وقت مسلمانوں کو کیا حکم دیں گے۔ شاید آپ تو ان کی اقتدا سے منع نہ کریں۔ کہ آپ کے نزدیک یہ موحد ہیں اہل قبلہ ہیں، مسلمان ہیں، مگر خاں صاحب! جن کی آپ ذریت ہیں، یعنی دیوبندی وہ ضرور بالضرور روکیں گے۔ تو سچ بولنا۔ کیا اس وقت آپ دیوبندی پر یہ بازاری حملے کریں گے اور ان کا مذاق اڑائیں گے؟

فتحپوری صاحب کا ساتواں فریب

خاں صاحب لکھتے ہیں: "یہ سچے عاشقان رسول اللہ ہیں۔ پھر عشاق تو مذہبی پابندیوں سے آزاد ہوئے جنت کے ٹھیکہ داروں کو صلوٰۃ جماعت سے کیا واسطہ!!"

خدا ہم کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا کامل عشق عطا فرمائے۔ اسی پر جئیں، اسی پر مریں، اسی کو لے کر قیامت میں اٹھیں۔ آپ کو شیخ نجدی کی محبت و اطاعت مبارک رہے۔

؎ دیو کے بندوں سے ہم کو کیا غرض
ہم ہیں عبد مصطفٰے پھر تجھ کو کیا

آپ نے جو عشق رسول اللہ کا طعنہ دیا ہے۔ تو غالباً آپ دشمن رسول اللہ ہوں گے۔ ہیں اور ضرور ہیں۔ کہ طعنہ تو بری بات کا دیا جاتا ہے۔ پھر سمجھ لو کہ دشمنان خیر الانام کا ٹھکانہ سوائے جہنم اور کہیں نہیں۔ اہل سنت تو بحمد ربی تبارک و تعالیٰ تمام مذہبی پابندیوں کے پابند ہیں۔ اور وہ وہی دین رکھتے ہیں۔ جو کہ ساڑھے تیرہ سو برس پیشتر اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تک پہنچایا۔ ہاں دیوبندی ضرور ان تمام مذہبی پابندیوں سے آزاد ہیں اور وہ نیا دین رکھتے ہیں۔ جس میں کالے کالے کوے کھانا حلال بکرے کے فوتے مباح ہوں۔ دیوالی کے بتوں پر پوریاں کچوریاں چڑھی ہوئی کھانا جائز اور فاتحہ بزرگان و گیارہویں شریف کی مٹھائی کھانا حرام، محرم کا کھچڑا، سبیل کا شربت مردار، محفل میلاد شریف کی شیرینی حرام، کیوں نہ ہو کہ خدا فرماتا ہے۔ الخبیثت للخبیثین والخبیثون للخبیثت والطیبت للطیبین والطیبون للطیبت۔ گندی چیزیں گندے لوگوں کے لئے اور پاک چیزیں پاک و ستھرے لوگوں کے لئے ہیں۔

؎ پڑی ہے اندھے کو عادت کہ شوربے ہی سے کھائے
بشیر ہاتھ نہ آئی تو داغ لے کے چلے

اہل سنت کو عشق رسول اللہ اور فاتحہ بندگان کی طیب نعمتیں مبارک۔ آپ حضرات کو عشق شیخ نجدی، دیوالی ہولی کی پوری کچوری کالے کالے مردار خوار کوے اور بکرے کے تلے ہوئے کپورے مبارک۔

خاں صاحب کا آٹھواں فریب

خاں صاحب کہتے ہیں کہ:-

"اب دنیا میں ۵۰ کروڑ مسلمانوں کی تعداد بتلائی جاتی ہے۔ غلط ہے۔ اب صرف چند ہزار مسلمان ہیں"

خاں جی: یہ تو آپ کا دھوکا ہی ہے۔ الحمد للہ تقریباً تمام مسلمان اسلام پر قائم ہیں۔ توہین کرنے والے گستاخوں یا ان کے حمایتی لوگوں کی تعداد بہت ہی مختصر ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں، البتہ دیوبندی دھرم کے مطابق مسلمانوں کی تعداد چند ہزار تو کیا چند سینکڑے بھی مشکل ہی سے نکلیں گے۔ کیونکہ ان کے یہاں سہرا باندھنا بھی تو شرک ہے، اور باندھنے والا مشرک ہے۔ خاں صاحب! سچ بتانا۔ آپ کے نکاح کے وقت آپ کو سہرا باندھا گیا تھا یا کہ نہیں۔ اغلب ہے کہ بندھا ہوگا۔ تو خانصاحب اپنے ایمان کی تو خیر مناؤ۔ تجدید ایمان اور تجدید نکاح کراؤ اور غالب یہ ہے کہ والدین کریمین کے نکاح میں بھی ان کے سہرا بندھا ہوگا۔ اگر یہ ہوا ہو تو قیامت ہی ہے۔ وہابیہ کے عقائد کی بنا پر نکاح کے صحت کا کیا حکم ہوگا۔ اور اس کا اثر کیا ہوگا۔ آپ خود ہی سوچیں۔ یہ تو دیوبندی طریقہ پر مشرکین کی گنتی گنائی گئی۔ اب دیوبندی مسلمانوں کو لیجئے۔ تو راہ راست پر کوئی بھی نہیں اور نہ رہ سکتا ہے۔ سب ہی تو گمراہ ہیں۔ اس لئے جو چیز زمانہ رسالت میں نہ ہو وہ بدعت اور ہر بدعت پر عمل کرنے والا بدعتی گمراہ تو ریلوے، ڈاکخانہ، تار آفس، ٹکٹ، مدارس عربیہ کا قیام۔ پریس، جہاز، وغیرہ کوئی بھی چیز اس زمانہ میں نہ تھی۔ اور سب ہی ان سے کام لیتے ہیں تو سب گمراہ ہیں۔ کہئے دیوبندیوں کے نزدیک کتنے مشرک ہیں۔ اور کتنے مسلمان اور ان مسلمانوں میں سے کتنے راہ راست پر ہیں اور کتنے گمراہ ہیں۔ براہ کرم آپ اپنے اور اپنے آباؤ اجداد کے بارے میں فتوے حاصل کیجئے۔ کہ مسلمان رہے یا مشرک ہو گئے۔

خانصاحب کا نواں فریب

خاں صاحب لکھتے ہیں کہ:-

"مولانا کا یہ عذر کہ ہر ایک فقرہ کفریہ معنی رکھتا ہے۔ مجموعہ کے ملانے سے کوئی جدید معنی نہیں پیدا ہوئے۔ اس بارے میں اور مناظروں میں بحثیں ہو چکی ہیں، اور کسی طرح ہر فقرہ علیحدہ کفریہ معنے نہیں رکھتا"

ہاں جناب! اب آپ اصل بحث پر آئے۔ بس یہی اصل جھگڑا ہے۔ کہ اہل سنت کہتے ہیں کہ وہابیہ کے وہ گستاخانہ کلمات کفریہ کلمات ہیں۔ اور آپ نے کہا کہ ان کے معنی کفریہ نہیں ہیں۔ میں دو لفظ میں آپ سے فیصلہ کرتا ہوں۔ میرا دعویٰ ہے کہ حضور کے علم کو پاگلوں اور چوپایوں سے تشبیہ دینا اور شیطان و ملک الموت کی وسعت علم کا اقرار اور حضور کے لئے اسی وسعت کا ماننا شرک اور نماز میں حضور کے خیال آنے کو گدھے بیل

اور نا کے خیال سے بدتر بتانا اس میں حضورؐ کی صریح توہین ہے۔ یہ ایک بات اور حضورؐ کی ادنیٰ سی توہین بھی کفر و ارتداد ہے۔ دوسری بات۔ کہئے ان دونوں میں سے کونسی بات کا آپکو انکار ہے۔ اگر کہئے کہ یہ کلمات توہین نہیں ہیں۔ تو یہی کلمات کسی افسر اعلیٰ مجسٹریٹ، کلکٹر وغیرہ کے لئے چھاپ دیں۔ اگر آپ پہ وہ ہتک عزت کا دعوے کرے تو سمجھ لیجئے کہ توہین ہیں۔ ورنہ نہیں۔ توہین ہونا نہ ہونا تو ایک عرفی بات ہے۔ اسے ہر اہل زبان سمجھ سکتا ہے۔ اس پہ دلائل قائم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

جناب یہ ہی باتیں ہیں۔ اگر کوئی آپ کے یا خود مولوی اشرف علی صاحب کے شائع کردے۔ تو آپ یا وہ ضبط نہ کر سکیں گے تو مسلمان اپنے آقا و مولے صلے اللہ علیہ وسلم کی شان عالی میں گستاخی کس طرح برداشت کر سکتا ہے۔

اور اگر توہین سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو کفر نہیں مانتے تو اس کے لئے آیات قرآنیہ احادیث صحیحہ اور اقوال فقہا خصوصاً شرح فقہ اکبر کی عبارتیں ابھی پیش کر چکا۔ آپ ٹھنڈے دل سے غور کریں اور خدا توفیق دے تو دیوبندیوں سے توبہ کرا دیں اور آپ ان کی حمایت بیجا سے باز آئیں۔

خانصاحب کا دسواں فریب

خاں صاحب نے واقعہ فتح مکہ بیان کرکے بتایا کہ :-

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کے تمام قصور معاف فرمائے اور پھر لکھا، لیکن حضورؐ نے وہ کیا جو حضورؐ کی شان اقدس کے شایان تھا۔ آپ کو اللہ و رسول کی محبت کا دعوے ہے پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ فتاوی میں ہی وہ نفی تو اذن کو آپ قائم نہیں رکھ سکتے"

التحقیقات میں نہ تو کسی کو گالی دی گئی نہ کسی پہ بہتان باندھا گیا۔ صرف دیو بندلیں

کی مکاریاں اور عیاریاں ظاہر کی گئیں مسلمانوں کو ان کے مکر سے آگاہ کیا گیا۔ آپ اس پہ کیوں اتنے گرم ہو گئے۔ حضرت کے قلم فیض رقم کا یہ خاصا ہے کہ نہایت متانت اور سنجیدگی سے حق واضح فرماتا ہے۔ اور راہ حق دکھاتا ہے۔ اگر راہ حق دکھانے کا نام ہی گالی ہے تو اس کا کیا علاج ہے

جس کا قلم کہ نیزۂ باطل شکن بنا
اور دین مصطفےٰ کا ہے پایا تبھی تو وہ

اور اگر حضورؐ کے بدگویوں پر سختی ہی کی جائے تو کیا حرج ہے قرآن کریم فرماتا ہے۔ و لیجدوا فیکم غلظۃ اے مسلمانو! کفار تم میں سختی پائیں۔ رب کریم اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے۔ یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم۔ اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد فرمائیے۔ اور ان پر سختی فرمائیے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر ایک کافر نے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبانہ کلام بکے۔ تو حضرت صدیق نے فرمایا امصص بظر اللات بلکہ اسلام کو شرعی حکم ہے کہ بارگاہ رسالت میں گستاخی کرنے والوں کو قتل کی سزا دے۔

خانصاحب نے اس تنقید کی سرخی رکھی ہے۔ التحقیقات لدفع التلبیسات پر ایک نظر واقعی نے آپکو ایک ہی نظر عنایت فرمائی ہے۔ سب کو ایک ہی نظر سے دیکھتے ہیں مگر تقدیر کو کیا کہا جائے کہ نظر ملی ایک اور وہ بھی احول کہ صحیح نہیں دکھاتی۔ خانصاحب! حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی مصلحت کی بنا پر نرمی بھی فرمائی۔ مگر ان ہی کفار کے ساتھ جو کہ مائل بہ ایمان تھے یا ان کے ایمان کی امید تھی جس کا اثر یہ ہوتا تھا کہ وہ لوگ اس نرمی سے مسلمان ہو گئے۔ اور جہاد بھی فرمایا۔ سزائیں بھی دیں حدود اللہ بھی جاری فرما دیں۔ بنی مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی جس کے ہاتھ کاٹنے

کا حکم دیا گیا۔ لوگوں نے سفارش کی تو فرمایا گیا۔ کہ لوگوں کا کیا حال ہے۔ کہ حدود اللہ میں سفارش کرتے ہیں۔ اگر فاطمہ (معاذ اللہ) بھی یہ کرتیں تو ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ نرمی صرف ان ہی کفار سے کی گئی۔ جن کے متعلق ہدایت کی امید تھی۔ ورنہ جہاد فرمائے گئے۔ اور سختیاں کی گئیں۔

افسوس تو یہ ہے کہ حضورؐ کے بدگویوں سے آپکو کوئی شکایت نہیں۔ بلکہ ان کی بیجا حمایت کے لئے آپ کمربستہ تیار ہیں۔ مگر جو فاتح کہ مسلمانوں کو ان مکاروں کے مکر و فریب سے بچائے اور فریب نہایت متانت و سنجیدگی سے واضح کرے۔ اس سے آپ کو ہر طرح کی شکایت بھی ہے۔ اور رنج و عناد بھی اور اس کے درپئے آزار بھی۔

لطیفہ } خان بہادر کو شکایت ہے کہ حضرت صدر الافاضل مدظلہم نے وہابیوں کی اس کتاب کا نام کیوں بدل دیا کہ اس کا نام تو تھا التصدیقات لدفع التلبیسات اور رکھ دیا التلبیسات لدفع التصدیقات۔ خاں صاحب شرعی احکام سے ایک دم ناواقف ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ مبارک یہ تھا۔ کہ اگر کسی کا نام موافق مسمی نہ پایا، تبدیل کر دیا۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ ابوجہل (جہالت کا باوا) ابولہب (آگ کے شعلوں کا باوا) یہ اسماء ان کفار کے باپ دادا کے رکھے ہوئے نہیں تھے بلکہ حضورؐ کے تجویز فرمائے ہوئے ان ناموں سے یہ لوگ اس قدر مشہور ہوئے کہ ان کے پہلے نام گم ہو کر رہ گئے۔ خان صاحب تو اسپر غصہ ہو کر لکھتے ہیں انتہائی غیظ و غضب میں آپ کتاب کے نام کو بھی اس کے اصلی صورت میں دیکھنا نہیں چاہتے۔ کیا یہ دھوکا دینا نہیں ہے۔ اور اس کو شرعی اصطلاح میں کیا کہتے ہیں؛

جناب شرعی اصطلاح میں اسی تبدیلی نام

کو سنت رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں۔ اوس کو دھوکا کہنا بے عقلی یا بد دینی ہے۔ جناب جس کا ذکر اہل عرب ابوالحکم کے معزز خطاب سے یاد کرتے تھے۔ اس کو ابو لہب کا نام اس طرح دیا گیا کہ قرآن کریم نے بھی اس کو ابو لہب کے نام سے ہی یاد کیا۔ اللہ و رسول ﷺ کے یہ افعال کریمہ دھوکا ہیں؟ معاذ اللہ۔ چونکہ یہ کتاب تلبیسات کا مجموعہ تھی اور نام رکھا گیا تھا "دفع التلبیسات" کہ کسی طرح اس کے موافق نہ تھا۔ صدر الافاضل مدظلہ نے اسی سنت پر عمل فرماتے ہوئے نہایت مناسب اور موزون نام تجویز فرمایا۔ خاں صاحب! جب آپ کے علم کا یہ حال ہے تو احکام شرعیہ میں دخل کیوں دیتے ہو؟

جناب مجھے تو آپ کے نام بدلنے کی فکر تھی کہ آپ کا یہ نام رکھنا شرعاً ناجائز تھا۔ کہ حدیث میں ہے۔ لا تاتر کوا الغضب الد ہے اخبثہ رجل یسمّی ملک الاملاک۔ آپ کے نام میں فخر و کبر بھی ہے اور خلاف واقعہ بھی۔ کہ آپ بدیع زمان (زمانہ میں انوکھے) کہاں ہیں؛ اور نام رکھا گیا بدیع الزمان خان۔ مگر جب آپکا مضمون دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ آپ واقعی بدیع زمانہ ہیں۔ جو بات کرتے ہیں نادر، اور جو تلبیس فرماتے ہیں، انوکھی، اس لحاظ سے یہ نام ذات شریف کے موافق ہے۔ غالباً اپنے نام کی تصحیح کے لئے آپ نے یہ حرکات کیں۔

(باقی آئندہ)

فتاوی

سوال } کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ۱۹۳۶ء میں برضا و رغبت ہندہ سے شادی کی اور زوجین میں برابر تعلقات بہتر رہے۔ طرفین کے درمیان کوئی ناخوشگوار واقعہ ظہور پذیر نہ ہوا۔ عرصہ دس ماہ کے بعد زید کا دماغ خراب ہوگیا۔ بہت کچھ علاج کیا گیا۔ لیکن کوئی معتدبہ فائدہ نہ ہوا۔ اس کا دورہ اکثر و بیشتر ہوتا رہتا ہے۔ سکون کے زمانہ میں بھی کوئی عقل و سمجھ کی باتیں نہیں کرتا۔ بلکہ کچھ نہ کچھ اس کا اثر ہر وقت موجود رہتا ہے۔ خرابی دماغ کے بعد سے زید بلا وجہ اپنی بیوی ہندہ کو اذیت و تکلیف دیتا ہے۔ حتی کہ ہندہ کے نان و نفقہ کے اخراجات کو بھی برداشت نہیں کرتا۔ حالت یہ ہے کہ زوج و زوجہ میں کوئی بھی اپنی زندگی بسر کرنا، ایک دوسرے کے ساتھ نہیں چاہتا اور زید محض اپنی بیوی ہندہ کو پریشان کرنے کے لئے طلاق بھی نہیں دیتا۔ بنابریں زوج و زوجہ میں تفریق اشد ضروری ہے ورنہ ہندہ کا مستقبل نہایت خراب ہوگا۔ جواب بحوالہ کتب و احادیث دیں کہ صورت مسئولہ کی بنا پر تفریق کی کیا صورت ہوگی اور ہندہ اپنے مستقبل کے لئے کیا صورت اختیار کرے۔ بینوا توجروا۔

(نیازمند محمد سمیع الدین عرف سینچر خان)

جواب } سائل کے سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ زید کو جنون مطبق ہے اور جنون اُسے کہتے ہیں جو ہمیشہ جاری رہے۔ ایسے جنون کے لئے حکم ہے کہ قاضی وقت اس نکاح کو عورت کی درخواست کرنے پر فسخ کردے گا۔ اور وہ عورت عدت گذار کر دوسرا نکاح کر سکے گی۔ یہی قول امام محمد رحمہ اللہ کا ہے۔ اور اسی مسئلہ پر فقہائے کرام کا عمل ہے۔ فتاوی عالمگیری جلد اول صفحہ ۳۹۵ میں ہے۔ قال محمد رحمہ اللہ ان کان الجنون حادثا یوجلہ سنۃ کالعنۃ ثم تخیر المرأۃ بعد الحول اذا لم یبرأ۔ وان کان مطبقا فھو کالجب وبہ ناخذ کذا فی الحاوی القدسی"

(ترجمہ) امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا اگر جنون حادث ہو تو عورت کی درخواست کرنے پر قاضی ایک سال مرد کو علاج کے لئے مہلت دیگا جیسا کہ عنین کو دیا جاتا ہے۔ اگر اچھا ہوگیا تو وہ مرد اپنی بیوی کے ساتھ رہیگا اور اگر اچھا نہ ہوا تو عورت کو اختیار رہے چاہے اس کے ساتھ رہے چاہے قاضی سے نکاح فسخ کرالے۔ اور اگر جنون مطبق ہو تو اسکا حکم مثل مجبوب کے ہے جس طرح مجبوب کو کوئی مدت نہیں ملتی ہے۔ اسی طرح اس کو بھی کوئی مدت وغیرہ علاج کی نہ ملے گی جب عورت نکاح فسخ کرنے کی درخواست کریگی۔ قاضی نکاح فسخ کردیگا۔ یہی

کارِ خیر میں حصہ لو!

حضرات اہل سنت والجماعت سے التماس ہے کہ نقشبندیہ منزل کے لئے کھریا روڈ چونکہ میں عالیجناب منشی قمرالدین صاحب نے اپنی خاص رقم سے مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۳۹ء میں حسب استطاعت ۸ ڈیسمل زمین یعنی ۴۳ فٹ چوڑی و ۸۰ فٹ لمبی خرید لی ہے۔ لیکن بسبب غربت تعمیر عمارت کے لئے مجبور ہیں۔ یاران طریقت صرف ۱۰۔۱۲ اشخاص ہیں۔ انہیں چند صاحبان کچھ ادنے تجارت و چند کاشتکاری سے گذر اوقات کیا کرتے ہیں۔ رقم کے نہ ہونے سے ابتک عمارت کی تعمیر میں تاخیر ہو رہی ہے۔ حال ہی میں یہاں کے سب یاران طریقت و برادران ملت نے اس امر کے متعلق صلاح و مشورہ کیا ہے کہ ہر ماہ کم از کم جس قدر رقم ہم لوگوں سے جمع ہو سکے جمع کی جائے۔ بعد ازیں پانچ چھ ماہ تک جس قدر رقم جمع ہو جائے اسی رقم کے اندر سے عمارت تعمیر کر کے حلقہ ذکر جاری کر دیا جائے۔ دیگر اخبار الفقیہ میں یہ شائع کیا جاتا ہے کہ جو صاحب اس کار خیر میں حصہ لینا چاہیں وہ زر چندہ حسب ذیل پتہ پہ روانہ فرما کر مشکور فرمائیں۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت زبدۃ العارفین امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب سے استدعا ہے کہ آپ عمارت نقشبندیہ منزل کے اخراجات کیلئے اپنے حلقہ اثر میں کوشش فرمائیں تاکہ جلد از جلد حلقہ ذکر جاری ہو جائے آمین۔ (پتہ:۔ منشی قمرالدین نقشبندی مجددی۔ پوسٹ کھریا روڈ۔ ریلوے اسٹیشن بی این آر۔ برشہ)

صاحب کے غیر مقلد اور وہابی ہونے کا ثبوت اگرچہ ان کی کتاب تقویۃ الایمان ہی کافی اور مبین دلیل ہے۔ کہ جس میں ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی سے منع کرنا اور وسیلہ و استمداد کو گناہ و شرک بتلانا اور بہ نیت زیارت قبور انبیاء و اولیاء پر جانا کفر و شرک کا فتوے لگایا گیا ہے مگر اس کافی ثبوت کے علاوہ ان کا رفع یدین کرنا اور تقلید شخصی سے خود منع کرنا وہابی ہونے کی اظہر من الشمس دلیل ہے۔

عقیدہ نمبر ۱۱۔ خدا کے سامنے عاجز ہونے میں ہم اور اولیا اور سب پیغمبر برابر ہیں۔ دیکھو نصیحت المسلمین ص۱۱ و تقویۃ الایمان ص۱۹

عقیدہ نمبر ۱۲۔ ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا۔ خدا کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہے۔

اس عقیدہ کی تائید میں عبد الوہاب دہلوی کا گروہ کہتا ہے کہ رسول خدا کا قدر خدا کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ آں حضرت صلعم نے اپنے آپ کو خدا کا غلام بتلایا ہے۔ لہذا غلام جس قدر اپنے آقا کے سامنے ذلیل ہوتا ہے چمار نہیں ہوتا۔ اہل حق کا یہی مذہب ہے۔ انتہی مختصراً صحیفہ اہلحدیث دہلی پرچہ ۔ ج ۱۰

عقیدہ نمبر ۱۳۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریف کی زیارت کے لئے سفر کرنا وہابیوں کے نزدیک گناہ کبیرہ و حرام ہے اور اس سفر میں نماز قصر کرنی بھی حرام ہے۔ دیکھو فتاوے حدیثیہ از ابن تیمیہ ص۸۰۔ (کذا نقلہ فی اخبار العدل ص۳۷ ج ۵)

اور دلیل المطالب کے ص۸۳ و ۸۳۵ پر بھی زیارت روضہ شریف کے لئے گناہ و حرام لکھا ہے۔ (نقلہ رسالہ وہابیت کے فوائد ص۱۰ از مولانا کوٹلوی)

عقیدہ نمبر ۱۴۔ صلی اللہ علی النبی الامی وآلہ وسلم صلوۃ وسلام علیک یا رسول اللہ۔ یہ درود و سلام پڑھنا منع ہے۔ اہلحدیث ۲۰ جون ۲۸ء

عقیدہ نمبر ۱۵۔ اگر کوئی شخص بہ نیت زیارت روضہ شریف سفر کرے تو وہ یہود ونصاریٰ کا مشابہ ہو کر لعنت کا مستحق ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک العقیدۃ۔ دیکھو رسالہ ہدی للمتقین ص۹۰ مولفہ محمد احمد دہلوی۔

عقیدہ نمبر ۱۶۔ مولانا نظام الدین صاحب ملتانی اپنے فتاوی نظامیہ کے صفحہ ۹۵ میں تحریر فرماتے ہیں کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کہتا تھا کہ سفر کرکے روضہ شریف کو دیکھنا ایسا ہے جیسا کہ بت اکبر کو دیکھنا اور یہ بھی کہتا تھا اگر مجھ کو قدرت ہو تو روضہ رسول صلعم کو گرا دوں۔ لو قدرت علی ھدم حجرۃ رسول اللہ لھدمتھا۔ کتاب التوحید ص۱۱۴ مطبع سابق انتہی۔

علی ہذا اگر مولوی ثناء اللہ امرتسری کو بھی قدرت ہو اور گرا دینے پر قادر ہو جائیں تو پہلا کدال مولوی ثناء اللہ کے ہاتھ میں ہو۔ چونکہ وہ لکھتے ہیں۔ کہ آں حضرت صلعم کا روضہ بھی مثل دیگر روضوں کے ممانعت میں داخل اور گرا دینے کے قابل ہے۔ اخبار اہلحدیث ۲۷ ستمبر ۲۹ء

عقیدہ نمبر ۱۷۔ آں حضرت کو اپنا بڑا بھائی سمجھنا اور خود اپنے کو چھوٹا بھائی سمجھنا درست ہے۔ دیکھو فتاوی نذیریہ ص۴۲ و تقویۃ الایمان ص۶۳۔

عقیدہ نمبر ۱۸۔ اولیاء اللہ انبیاء کے بھائی ہیں اور ان پر یعنی اولیاء پر وحی باطنی نازل ہوتی ہے۔ ان کو انبیاء کا شاگرد یا ہم استاد بھی کہہ سکتے ہیں۔ دیکھو کتاب صراط مستقیم مولوی اسمٰعیل دہلوی ص۳۳ تا ۳۴۔ چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں "پوشیدہ نخواہد ماند کہ صدیق من وجہ مقلد انبیاء می باشد و من وجہ محقق در شرائع (اور پھر اس کے بعد کہا) پس در کلیات شریعت و حکم احکام ملت اورا شاگرد انبیاء ہم می تواں گفت و ہم استاد ہم و نیز طریق اخذ آں ہم شعبہ ایست از شعبہ وحی کہ آنرا در عرف شرع بنفث فی الروع تعبیر می فرمایند و بعضے اہل کمال آنرا بوحی باطنی می نامند (پھر اس کے بعد کہا) و بس نسبت ایشاں با نبیاء مثل نسبت اخوان صغار با خوان کبار یا نسبت انبیاء کبار با آبائے خود است کہ فی ما بین ایشاں من وجہ علاقہ نبوت است و من وجہ علاقہ اخوت انتہی ص۳۳ (باقی دارد)

دوائر الدوران
علیٰ
بدیع الزمان

(از جناب مولانا احمد یار خاں صاحب نعیمی اشرفی مدرس مدرسہ انجمن خدام الصوفیہ گجرات پنجاب)

(۵)

خاں صاحب کا گیارھواں مکر

خاں صاحب التلبیسات کی حمایت میں لکھتے ہیں اور عقائد کا تعلق ایک ظاہری ہے اور ایک باطنی۔ ظاہری کا تعلق اس کی زبان اور عمل سے ہے اور باطن کا تعلق اس کی نیت و دل سے

خاں صاحب! بات تو آپ بڑے مزے اور پتہ کی کہہ گئے۔ کیا واقعی آپ کے نزدیک دیوبندیوں کا ایمان ہاتھی کے دانت ہیں کہ کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ یا کہ منافقین کا سا ایمان ہے کہ اذا لقوا الذین آمنوا قالوا آمنا و اذا خلوا الی شیاطینہم قالوا انا معکم انما نحن مستہزؤن۔ کہ جب مسلمانوں سے ملیں تو کہدیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب اپنے شیاطین کے پاس (تنہائی میں) پہنچیں تو کہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ہم ٹھٹھا کرتے تھے۔

خاں صاحب یہ کہ رہے ہیں کہ آپ نے التلبیسات پر اعتراض کیوں کیا۔ ایمان دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک ظاہری اور دکھانے کا دوسرا باطنی اور چھپانے کا۔ تو علماء دیوبند نے تقویۃ الایمان والا ایمان ظاہر کیا۔ اور جس کی اشاعت کی اور کر رہے ہیں وہ تو باطنی تھا۔ اور حرمین شریفین میں تصدیقات حاصل کرنے کے لئے ظاہر کیا گیا۔ وہ ظاہری تھا۔ تاکہ ضرورۃ کے وقت کام آوے۔ مگر خاں صاحب آپ بگڑ کیوں رہے ہیں۔ التحقیقات نے بھی اسی کو ظاہر فرمایا۔ کہ مسلمانو ہوشیار رہنا۔ یہ لوگ دو طرح کا ایمان رکھتے ہیں۔ ایک تو ہندوستان میں پھیلانے کا اور دوسرا عرب میں دکھانے کا مگر مسلمان کا ظاہر و باطن یکساں ہوتا ہے۔

خاں صاحب کا بارھواں فریب

خاں صاحب لکھتے ہیں۔ کہ صاحب تقویۃ کے بارے میں اعلیٰ حضرت نے ستر طریقہ سے جزماً قطعاً یقیناً بوجوہ کثیرہ کفر ثابت کرتے ہوئے اکفار سے کف لسان فرمایا ہے۔ سچ ہے دروغ گو را حافظہ نباشد۔ ابھی تو آپ لکھ چکے کہ اعلیٰ حضرت کا فتویٰ ہے کہ وہابی سب کافر۔ اب خود ہی آپ لکھ رہے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے ابو الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی کی تکفیر سے کف لسان فرمایا۔ خاں صاحب اگر آپ کے پاس چشم بصیرت ہوتی تو اس سے آپ نصیحت حاصل کرتے۔ کہ جس ہستی نے اسمٰعیل جیسے ملحد کی تکفیر سے صرف اس لئے کف لسان فرمایا کہ اس کی خبر تو یہ شہور ہوئی (دیکھو فتاویٰ رشیدیہ) ایسے محتاط مفتی نے جس کسی کو کافر کہا ہوگا بہت ہی تحقیق سے۔ جب اسے کوئی ایسی توجیہ نہ ملی ہوگی۔ جو کہ اس کو کفر سے بچائے تو ہی کفر کا فتویٰ دیا ہوگا۔ اگر ذرا سی گنجایش بھی ہوتی تو وہ محتاط مفتی اس کو فائدہ پہنچاتا۔

آپ کو یہ بھی معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ اعلیٰ حضرت نے اسمٰعیل کے تکفیر سے کیوں کف لسان فرمایا۔ اور اس کی ذریات دیگر وہابیہ وہی عقائد رکھکر کیوں

کافر ہوئے۔

تتمہ

یہاں تک تو فقیر نے خاں صاحب کی تنقید پر تبصرہ کیا۔ اس کے بعد خاں صاحب نے اس تنقید کا ایک ضمیمہ بھی سپرد قلم فرمایا۔ اس میں تو انہوں نے اپنی قابلیت کے وہ جوہر دکھائے ہیں کہ خدا کی پناہ خاں صاحب نے کچھ تواریخ کا برائے نام مطالعہ کرکے اپنے کو مفتی مجتہد اور خدا جانے کیا کیا تصور کر لیا ہے۔ جناب مسائل کے لئے فقہ میں محنت فرمایئے۔ تواریخ دیکھ کر مفتی نہیں بن سکتے۔

خاں صاحب نے خلافت صدیق رضی اللہ عنہ کے شروع دور کا تذکرہ کیا اور کہا کہ اس وقت بعض لوگوں نے زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کر دیا۔ ان سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اس لئے قتال نہ فرمایا کہ وہ مرتد قرار دیئے گئے۔ بلکہ اس لئے کہ خلیفہ برحق کے حکم سے منکر ہو کر باغی ہوئے اس جگہ فرماتے ہیں: زکوٰۃ تو صرف ضروریات دین سے ہے لیکن اس کے انکار کرنے والوں پر صحابہ نے تکفیر نہ کی۔ یہ کیسی غلط اور گمراہ کن تحریر ہے۔ اس کا صاف نتیجہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ضروریات دین کا تاویلاً انکار کردے کافر نہ ہوگا۔ تاویل خواہ کیسی ہی بعید سے بعید کیوں نہ ہو۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ توحید و رسالت غرض کہ کسی رکن ایمانی کا منکر ہو جائے مسلمان ہی کہلائے تو ہندو عیسائی قادیانی وغیرہ کیوں نہ مسلمان مانے جائیں۔ کہ یہ تمام کے تمام ضروریات دین کا تاویلاً انکار کر رہے ہیں۔ مثلاً قادیانی کہتا ہے کہ میں حضور کو خاتم النبیین مانتا ہوں۔ یعنی بعد سرکار کے اصلی نبی کوئی نہیں آ سکتا۔ میں تو ظلی و بروزی نبی ہوں۔ کون ایسا مرتد اور بے دین ہے جو کہ اپنے ارتداد کی جھوٹی اور غلط تاویل نہیں رکھتا۔ کیا آپ کے پشت و پناہ دیوبندی آپ کے اس قاعدے کو مانتے ہیں۔ جناب ہیں آپ کس خیال میں اس قاعدے کی دنیا میں کوئی تائید نہیں کر سکتا۔

آپ نے مجمع البحار کی عبارت جو دھوکہ دینے کے لئے نقل فرمائی ہے۔ اس میں خیانت سے کیوں کام لیا۔ اسی کے متصل جو عبارت تھی۔ وہ نقل کیوں نہ کی۔ مگر نقل کرتے کیسے؟ اس سے تو آپ کے اس ملمع سازی کی رگ کٹ جاتی۔ سنئے! اسی جگہ اسی مجمع البحار میں ہے۔ لا نھم کانوا قریبی عھد بزمان یقع فیہ التبدیل والنسخ فلم یقر واعلیہ فاما بعد ذالک فمن انکر فرضیۃ احد الارکان کفر بالاجماع ملخصاً یعنی مانعین زکوٰۃ کی اس لئے تکفیر نہ کی گئی کہ یہ لوگ نسخ اور تبدیل کے زمانہ سے قریب تر تھے۔ لیکن اس کے بعد جو شخص بھی رکن اسلام کی فرضیت کا انکار کریگا بالاجماع کافر ہوگا معلوم ہوا کہ مانعین زکوٰۃ کو کافر کہنا صرف اسلئے تھا۔ اس وقت ان کو دھوکہ میں پڑنے کا موقعہ تھا۔ کہ احکام تمام کے تمام واضح نہ ہوئے تھے۔ اب جبکہ تمام احکام واضح ہو چکے۔ دین سب جگہ بھی طرح پہونچ گیا۔ ناسخ منسوخ آشکارا ہو گئے۔ اب اگر کوئی کسی رکن کا انکار کرے گا۔ کافر ہوگا۔

ان ہی میں ایک گروہ وہ بھی تھا جس نے نماز اور زکوٰۃ دونوں کا انکار کیا۔ اس گروہ کو تمام صحابہ نے کافر مانا اگر ضروریات دین کا انکار کفر نہیں تو اس گروہ کی کیوں تکفیر ہوئی۔ اگر زیادہ تحقیق کرنی ہو تو نووی شرح مسلم کتاب الایمان مطالعہ کیجئے۔

خاں صاحب کا ایک اور مکر

خاں صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ حنفی مذہب میں بھی خوارج کی تکفیر نہ کی گئی۔ ملاحظہ ہو رد المحتار جناب خارجی کی تکفیر نہ کرنے سے آپ کو کیا فائدہ خارجی وہ ہے جو کہ بادشاہ اسلام کے خلاف علم بغاوت بلند کرے اور بلا شبہ اس کو حق جانے۔ کیا ان پر آپ ان دیوبندیوں کو قیاس کر رہے ہیں۔ کہ خوارج عن الاسلام بارگاہ رسالت

میں گستاخ خارجی کسی ضروریات دین کا منکر نہیں خارجی دشمن بادشاہ اسلام دیوبندی دشمن شہنشاہ کونین ان کو اُن پر قیاس کرنا آپ ہی جیسے حیا داروں کا کام ہے۔ انہی نجدیوں کے تذکرہ میں شامی فرماتے ہیں۔ لکن صرح فی کتابہ المسایرۃ بالاتفاق علیٰ تکفیر المخالف فیما کان من اصول الدین وضروریات وان الخلاف فی غیرہ۔ خوارج کو بھی بہت سے محدثین نے کافر کہا۔ دیکھو شامی کی یہی بحث مجتہدین فقہاء فرماتے ہیں کہ چونکہ انہوں نے ضروریات دین کا انکار نہ کیا اور جن امور کا انکار بھی کیا۔ وہ تاویل سے ہے۔ لہذا ان کی تکفیر نہ کی جائیگی۔ محدثین اور فقہاء کا یہ اختلاف ان خوارج کے بارے میں ہے۔ کہ جو کسی ضروریات دین کا انکار نہیں کرتے لیکن جو کہ ضروریات دین اور اصول اسلام کے کسی طرح ہی منکر ہوں وہ بالاتفاق کافر ہے۔ کہیئے آپ مسلمانوں کو فریب کیوں دے رہے ہیں اور آپ یہ کیوں فرماتے ہیں کہ تاویل کی بنا پر شرعی ضروری اصول دین کے انکار پر بھی صحابہ اور اکابر امت نے فتوے کفر نہیں دیا۔ فروعی امور کا تو ذکر ہی کیا معلوم ہوا کہ فتویٰ کفر دیا یا کہ نہیں۔

خاں صاحب کو کھلا چیلنج

میری رائے یہ ہے کہ آپ ہمت کرکے میدان میں آجاویں۔ اور تکفیر وہابیہ پر کسی خاص یا عام مجمع میں اچھی طرح تبادلہ خیال کریں۔ میں بعونہ تعالیٰ اپنے کسی شاگرد یا شاگرد کے شاگرد کو آپ کی تسکین کے لئے حاضر کردونگا۔ جو کہ آپ کی بخوبی تشفی کردے گا۔ اور جو کچھ تحریری گفتگو آپ کو کرنا ہو۔ اس کے لئے فقیر ہروقت ہر خدمت کے لئے حاضر ہے۔ خداء قدوس آپ کو راہ راست دکھائے۔ آپکو اس کی اجازت ہوگی کہ اگر تنہا ہمت مناظرہ نہ ہو تو اپنی امداد کے لئے دیوبند سہارنپور یا نجد سے جس کو چاہیں بلالیں۔

خاں صاحب کو نیک مشورہ

میں نے جو کچھ لکھا خاں صاحب سے کسی ذاتی رنجش کی بنا پر نہیں لکھا اور مجھے آپ سے رنجش ہو بھی کیا سکتی ہے۔ میں نے تو آپ کا نام بھی اس سے پیشتر نہیں سنا تھا، دیکھنا تو کیا۔ صرف اس لئے آپ کو جواب دیا گیا اور آپ کی طرف التفات کیا گیا۔ کہ آپ نے ایک پیشوائے دین اہل اللہ دام ظلہٗ سے منقیدانہ گفتگو کی جرأت کی اور تنقید میں بجز جملے کسنے اور مذاق اڑانے اور بازاری باتوں اور دھوکہ بازی کے کچھ ذکر نہ کئے اور خلاف مذہب اسلام اصول تراشے۔ لہذا بہتر سمجھا گیا کہ ان فریبوں سے مسلمانوں کو مطلع کیا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اپنے کو پہچانا نہیں کہ آپ کتنے پانی میں ہیں۔ تھوڑی بہت تواریخ دیکھ کر اپنے آپ کو مفتی شرع تصور کر بیٹھے۔ اس پر آپ نے غور نہ فرمایا کہ حضرت صدر الافاضل فخر الاماثل سید الفضلاء استاذ العلماء مولانا واستاذنا ومرشدنا مولانا الحافظ الحکیم الحاج السید محمد نعیم الدین صاحب قبلہ دام ظلہم کی کیسی ہستی ہے۔ ان کے مقابل آنے سے آپکو شرم کرنی چاہیے تھی۔ اس وقت حضرت کے صدہا تلامذہ وخدام ملک کے اطراف و اکناف میں اسلام کی خدمات جلیلہ انجام دے رہے ہیں اور ایک خلق خدا ان سے مستفیض ہو رہی ہے۔ اور اگر تلامذہ کے تلامذہ کی تعداد پر نظر کی جائے تو ہزاروں سے متجاوز ہے۔

آپ بجائے اس کے کہ اپنے کو عالم سمجھکر ان کے کلام حق ترجمان پر تنقید کرتے۔ اگر ان سے فیوض وبرکات حاصل کرتے تو آپ کو وہ نعمتیں اس نعیم کے ہاتھوں ملتیں، جو آخرت تک کام آتیں۔ اور یقین کریں کہ حضرت کے معمولی شاگرد سے گفتگو کرنے کے لائق آپ کی قابلیت نہیں۔ اس تحریر سے تمام تر قابلیت آپکی صاف واضح اور آشکار ہوگئی۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خدائے پاک آپکو راہ راست دکھائے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

جنگلوں اور چھوٹی بستیوں میں جمعہ

اقامۃ البرہان

لرد الرسالۃ الموسومۃ

بارشاد الرحمان

(از جناب قاضی محمد ارشاد الٰہی فیضی نوری عفا عنہ الباری ساکن لودھے تحصیل گوجرخاں ضلع راولپنڈی ڈاکخانہ نانگہ گوجرمل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الامین وشفیع المذنبین محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

امابعد فقیر حقیر الملتجی الی اللہ الغنی محمد ارشاد الٰہی فیضی نوری عفا عنہ الباری جملہ اہل اسلام کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ عرصہ دراز سے نماز جمعہ کے متعلق علماء اہل السنت والجماعۃ اور اہلحدیث کے درمیان اختلاف چلا آتا ہے۔ اہل حدیث کے نزدیک نماز جمعہ دوسری نمازوں کی مانند ہیں۔ یعنی شروط بشرائط نہیں۔ چنانچہ ان کے مذہب کی کتابوں میں مرقوم ہے "وھی کسائر الصلوات لا یخالفہا" (دررہبیہ ص) واین نماز ہمچو سائر نمازہاست (منہج المقبول ص ۳۳) اور علماء اہل السنت والجماعۃ کے چاروں اماموں کے نزدیک نماز جمعہ مشروط بشرائط ہے۔ چنانچہ روضۃ الندیہ ص ۹۱ کی عبارت سے ظاہر ہے۔ واتفقوا علیٰ انہ لا جمعۃ فی العوالی وانہ یشترط لہا الجماعۃ وان الوالی ان حضر فھو الامام ثم اختلفوا فی الوالی وشرط الموضع والجماعۃ قال الشافعی کل قریۃ اجتمع فیہا اربعون رجلا احرارا مقیمین تجب علیہم الجمعۃ ولا تنعقد الا باربعین رجلا لکن للشافعی الوالی لیس بشرط وقال ابوحنیفۃ لا جمعۃ الا فی مصر جامع او فی فنائہ وتنعقد باربعۃ والوالی

جمعہ ہو جاوے الی آخرہ۔ (اعلام [illegible] مصنفہ مولوی عبد [illegible] غزنوی)